ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر پروین کلو

ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

ڈاکٹر نازیہ سحر

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو اسلامیہ کالج پشاور

ڈاکٹر محمد رحمان

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

واجدہ تبسم کے ناولوں اور ناولٹوں کا اجمالی جائزہ

Dr. Parveen Kallu *
Associate Professor Urdu Department, Government College University Faisalabad.
Dr. Nazia Sahar
Assistant Professor, Urdu Department Islamia College Peshawar
Dr. Muhammad Rahman
Assistant Professor Urdu Department Hazara University Mansehra

***Corresponding Author:** drparveenkallu@gcuf.edu.pk

An overview of Wajda Tabassum's Novels and Novelettes

Wajida Tabassum has tried to prove that all the work of this world is not done by one man by describing the life of Riji(A character)extensively and deeply in her fitcions. And it is not enough for a person to take responsibility for everything. Every human being sent to this world has a role of his own. It is enough if he plays his role well. Riji took all the work and responsibilities of the world on his head. He also took on the tasks that were not his, that is, when his brother Javed became a doctor, he was going to get married, so now Raji's responsibility was over. Now she too

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

should have thought about her future and had to fill a supporter for the marriage, but after that taking the responsibility of bringing up and taking care of her brother's children was an additional burden. Because of which she goes crazy and when she recovers, the water has gone over her head.

Key Words: *Wajida Tabassum, life of Riji, extensively and deeply, brother's children, crazy.*

واجدہ تبسم کے ناولوں کے موضوعات میں حیدرآبادی ماحول، نوابوں اور جاگیر داروں کی حویلیاں ، ڈیوڑھیاں، پیش بندیاں، مامائیں، خواصیں، تقریبات، رسومات، طوائفیں ، نوابوں کی عیش پسندی اور بیگمات کی حق زوجیت سے محرومی اور بیوں کا استحصال خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

"زن، زر، زمین "

ناول"زن ، زر، زمین" مظلوم عورتوں کی کہانی ہے کہ لذت پسند اور حریص مرد عورتوں کے ساتھ کس طرح سلوک کرتے ہیں۔زن ، زر، زمین پر دنیا میں ابتداء سے ہی لڑائی جاری ہے۔اس لڑائی میں عورت کو پیس کر رکھا جاتا ہے۔اس پر زندگی کی خوشیوں کے تما. دروازے بند کیے جاتے ہیں۔اس ناول کا انجام المیہ صورت میں ہوتا ہے۔کہانی کا انداز فلمی کہانیوں سا ہے۔بعض واقعات ایسے ہیں جو حقیقی زندگی کے برعکس ہیں۔ناول کی ہیروئن پر داستانی رنگ چھایا ہوا ہے۔مہتاب جنگ جس کا گھریلو نام پروین رعنا ہوتا ہے۔پوری کہانی پر چھائی ہوئی ہے۔جس طرح داستان کے ہیرو یا ہیروئن کو قدم قدم پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اسی طرح مہتاب جنگ کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔

ناول کا آغاز فلمی کہانی کی طرح ہوتا ہے۔اکثر تو دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ لڑکی کو اغوا کر کے زبر دستی اس کی شادی کرائی جاتی ہے۔لیکن اس ناول میں الٹا نظام چل رہا ہے۔لڑکے کو اغوا کیا جاتا ہے اور زبردستی اس کا نکاح کیا جاتا ہے۔پھر لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو دیکھے بغیر بچھڑ جاتے ہیں۔ مزے کی بات تو یہ کہ لڑکا ایک دو ہفتے میں لڑکی کو بھول جاتا ہے۔جبکہ لڑکی اُس کی یاد میں ہر وقت کھوئی رہتی ہے۔بجائے یہ کہ لڑکا اُسے ڈھونڈنے نکلے، لڑکی لڑکے کو ڈھونڈنے نکلتی ہے۔لڑکی اس چکر میں پھنس کر بانت بانت کے لوگوں سے اس کا واسطہ پڑتا ہے۔اپنے شوہر کے گھر میں بھی رہتی ہے مگر یہ تک نہیں جانتی کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں رہ رہی ہے۔اس کے لیے مصنفہ یہ جواز پیش کرتی ہے کہ لڑکی حیا و شرم کی وجہ گھونگٹ نہیں اُتارتی آواز سے نہ پہچاننے کی وہ سے نہ پہچاننے کی وجہ یہ بیان

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

کرتی ہے کہ اُس دن لڑکے کا گلہ خراب تھا۔ پھر داستانی ہیروں کی طرح نئی نئی تکالیف میں پھنستی رہتی ہے۔ اور وہاں سے بحفاظت نکلتی بھی ہے۔ آخر میں شوہر کو پہچان لیتی ہے مگر وہ دوسری شادی کرتا ہے تو یہ وہ اُسے برداشت نہیں کرتی۔ مصنفہ نے کہانی کو طول دینے کی خاطر ہیروَن کے دونام رکھے ہیں۔ ایک گھر یلونام پروین رعنا، دوسرا سکول کا نام مہتاب جنگ۔ پروین رعنا نام وہ نکاح کے دن سُنتی ہے اور حیران ہوتی ہے کہ میرا نام تو مہتاب جنگ ہے۔ اب دلچسپ اور بے تکی بات یہ کہ بندے کو خود اپنے نام کا پتہ نہ ہو اور ماموں کے بیٹے کو پتہ ہو۔ پھر مصنفہ آگے چل کر ہیروَن کے منہ سے بتاتی ہے کہ میرا اصل نام پروین رعنا ہے جبکہ مہتاب جنگ تو سکول کا نام ہے۔

جیسا کہ پہلے کہا گیا کہ ناول؛ زن ، زر، زمین، مظلوم عورتوں کی کہانی ہے کہ لذت پسند اور حریص مرد عورتوں کے ساتھ کس طرح سلوک کرتے ہیں۔ واجدہ تبسم ایک مقام پر عورت کے استحصال کی عکاسی یوں کرتی ہیں:

> ”کوئی لڑکی ناچ کی ریہرسل کر رہی تھی۔ آگے والے کمرے میں کچھ تلخ کلامی ہو رہی تھی۔ ایک آواز مظلوم تھی۔ دبی دبی، کچھ احتجاج کرتی ہوئی۔ ایک حکومت کرتی ہوئی۔
>
> کرخت!
>
> ” آپ کو اگر پیسہ ہی چاہیے تو میں اُس کا بندوبست کر دوں گی۔ لیکن پلیز۔“
>
> ”پلیز کی بچی۔ تجھے ہزار روپے رات چلانے کی بات ہو چکی ہے۔ کہاں سے لائے گی“ ؟
>
> ” میں یہاں کھانا پکا کے آپ لوگوں کی خدمت کیا کروں گی۔۔۔“
>
> ہاہاہا۔ اری رنڈی۔ بھیجہ بیچ کے کھاپی کر بیٹھ گئی کیا۔ رنڈی کے گھر میں ہنڈی پکے گی ؟ کسی بیسوا کے کھوٹھے میں کچن دیکھا کبھی۔ چولہے جلتے اور ہانڈیاں بھگاری جاتی ہیں شریف گرہستنوں کے گھر میں۔ یہاں تو بس بازاری ہوٹلوں سے لفافوں میں پیتل میں وقت پر کھانا آیا اور کھاپی کے برابر۔ہاں۔۔۔“ (۱)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

بحیثیت مجموعی اگر دیکھا جائے تو یہ واجدہ تبسم کا فن کے لحاظ سے ایک کمزور ناول ہے۔وہ اس ناول میں وہ انصاف نہ کر سکی جس کی اُن سے توقع کی جاتی رہی ہے۔

۲۔کیسے کاٹوں رین اندھیری:

حیدر آبادی ماحول پر لکھا گیا یہ ناول ، مکتبہ شعر وادب سمن آباد لاہور نے شائع کیا ہے۔اس ناول کا تعارف پہلے باب میں آچکا ہے لہذا یہاں تکرار کی ضرورت نہیں۔

کرداروں کا تعارف:

۱۔ غنی (بوڑھے زمیندار صاحب ، جس کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں)

۲۔ قادر (غنی کا بیٹا، بڑے سرکار)

۳۔ بی اتاں (غنی کی بیوی)

۴ - مصطفی (غنی کا بیٹا)

۵۔ خالق (غنی کا بیٹا)

۶۔ قدیر (قادر کا بیٹا)

۷۔ رقیہ (قادر کی بڑی بیٹی

۸۔ گوری (قادر کی چھوٹی بیوی)

۹۔ ذکیہ (قدیر کی بیوی)

۱۰۔ صفیہ (قدیر کی بڑی بیٹی)

گاؤں کا چھوٹا زمیندار غنی اپنی زمینوں میں خود محنت مشقت کرتا ہے اور خود ہی ہل چلا کر فصلیں کاشت کرتا رہتا ہے۔اُس کے تین بیٹے قادر، مصطفی ، خالق اور دو بیٹیاں ہوتی ہیں۔دونوں بیٹیوں کی شادیاں اپنے ہاتھ سے کرتا ہے اور بیٹیوں کا بوجھ سر سے اُتار دیتا ہے۔تینوں بیٹوں میں قادر ، فرماں بردار نیک ، فراخ دل اور مہمان نواز ہوتا ہے۔اپنے والد غنی کی وفات کے فوراً بعد مصطفی اور خالق اپنے بھائی قادر کے ساتھ جائیداد کا بٹوارہ کر کے والد کا مشترکہ مکان اپنے بڑے بھائی قادر کو دے کر اس کے بدلے زمینیں لے لیتے ہیں۔کچھ زمینیں قادر کو بھی مل جاتی ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

قادر چونکہ ایک محنتی انسان ہوتا ہے۔ دن رات محنت کرتا ہے۔ جلد ہی اُس کی محنت رنگ لاتی ہے۔ مزید زمینیں بھی خرید لیتا ہے اور شہر میں ایک کپڑے کی بڑی دکان اور ایک برتنوں کی دکان کھول کر تجارت بھی شروع کر دیتا ہے۔ شہر میں اس کا ایک عزیز ہوتا ہے جس کی خدمات حاصل کرتا ہے۔ کاروبار کو صحیح طور پر چلانے کے لیے چند ایک نوکر بھی رکھ لیتا ہے۔ کاروبار میں بھی ترقی ہو جاتی ہے۔

تھوڑے ہی عرصے میں اُس کے حالات بدل جاتے ہیں۔ اپنے کچے مکان کی جگہ ایک بڑی اور عالیشان حویلی بنا دیتا ہے۔ اب وہ گاؤں کا ایک بااثر آدمی بن جاتا ہے۔ قادر کی بیوی، جو بڑی اتاں کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ وہ بھی فیاض طبعیت اور سمجھ دار عورت ہوتی ہے۔ وہ اپنے غریب قریبی عزیزوں کو اپنی حویلی میں بسا کر اُن کے رہن سہن اور کھانے کا انتظام کرتی ہے۔ قادر اور بڑی اتاں کے ہاں ایک بیٹا قدیر اور دو بیٹیاں رقیہ اور گوری پیدا ہوتی ہیں۔ رقیہ کے جوان ہونے پر اس کی شادی دھوم دھام سے کر دی جاتی ہے۔ اور وہ سسرال میں ہنسی خوشی زندگی بسر کرتی ہے۔ اب بیٹے قدیر کی شادی کا وقت آجاتا ہے۔ تو قدیر کے لیے انوری بیگم کی بیٹی ذکیہ کا رشتہ مانگا جاتا ہے۔

واجدہ تبسم نے قدیر کی شادی کا نقشہ کھینچ کر حیدرآباد کی تہذیبی زندگی کی خوب صورت عکاسی کی ہے۔ یہ اپنے دور اور علاقے کی تہذیب اور رسومات کا ایسا حقیقی نقشہ ہے کہ ایک جیتی جاگتی تصویر نظروں کے سامنے آجاتی ہے۔ اس شادی پر قادر اور بڑی اناں اپنی تجوریوں کے منہ کھول دیتے ہیں۔ شادی کے بعد قدیر اپنی بیوی ذکیہ کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگتا ہے۔

یوں قادر کا گھرانہ اپنے عروج تک پہنچتا ہے۔ مگر جب قدیر اپنی نوابی ٹھاٹ اور ایک طوائف کے زلفوں کے اسیر ہو جاتے ہیں اور کاروبار سے لا پرواہی برتی جاتی ہے تو یہاں اس حویلی کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔

شہر سے اطلاع آتی ہے کہ شہر کی کپڑے کی دکان بے ایمان منشیوں کے ہاتھوں خسارے میں چلی گئی ہے۔ دوسری طرف قادر کی جوان بیٹی گوری کی شادی انیس سے کر دی جاتی ہے۔ انیس عیش پسند ہوتا ہے۔ بیوی کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ گوری کی پہلی اولاد بیٹے کی صورت میں پیدا ہو کر انیس کے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

کرتوتوں کی وجہ سے مستقل طور پر اپنے میکے آجاتی ہے۔ادھر انیس دوسری شادی کر کے گوری کو زندہ در گور کر دیتا ہے۔قادر اور اناں بی بیٹی کی وجہ سے غم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

گاؤں میں قدیر کے کزن جہانگیر کی شادی میں شہر سے ایک طوائف اختر جہاں آتی ہے۔ قدیر اُس پر روپوں کی بارش کر کے اُس کی اداؤں پر مر جاتا ہے۔

قادر نے یہ لا پرواہی کی ہوتی ہے کہ اپنے بیٹے قدیر کو کاروبار کے زیر زبر نہیں سکھائے ہوتے ہیں۔اس لیے ایک تو بڑھاپا دوم بیٹی کا غم اسے کہیں نہیں رہنے دیتے۔دوسری طرف قدیر دن رات اختر جہاں کے خیالوں میں رہتا ہے۔اختر جہاں کی کشش قدیر کو شہر کی طرف بھینچتی ہے۔قدیر کاروبار کی نگرانی کا بہانہ بنا کر شہر چلا جاتا ہے۔وہاں کسی ہوٹل میں قیام کر کے اختر جہاں پر اپنی دولت لٹانا شروع کر دیتا ہے۔غرض وہ اپنی عیاشیوں میں سارا کاروبار تباہ کرکے دکانیں ایک ایک کے اونے پون بیچ دیتا ہے۔گاؤں کی زمینوں پر بھی ہا تھ صاف کر دیتا ہے۔اپنی ان حرکتوں اور کاموں سے اپنے بوڑھے باپ کو اذیت ناک موت سے دوچار کر دیتا ہے۔

قدیر اپنی عیاشیوں کی وجہ سے جب شہر میں سیراب ہوتا رہتا ہے تو اس کی اپنی بیوی ذکیہ نہ صرف حق زوجیت کی محرومی کا شکار ہو جاتی ہے بلکہ معاشی لحاظ سے کمزور ہو کر بیوہ جیسی زندگی گزارتی ہے۔قدیر کی بیٹی اور دو بیٹے تیموں سے بھی بد تر حالات میں رہتے ہیں۔وہ عزیز جن کو اناں بی حویلی لے کر آئی تھیں۔سب ایک ایک کر کے چلے جاتے ہیں۔معاشی بد حالی کا یہ حال ہوتا ہے کہ کئی کئی وقتوں کے فاقے کرنے پڑتے ہیں۔اس لیے پیٹ بھرنے کے لیے گھر کے بر تن تک فروخت کیے جاتے ہیں۔

قدیر اپنی عیاشیوں پر سب کچھ لٹا کر آخری داؤ کے طور پر اپنی ماں کے زیورات بھی بیچ دیتا ہے۔بیٹے کی اس حرکت پر اناں بی اپنا دماغی توازن کھو دیتی ہے۔

گھر کے افراد کا اس بات پر دل جمع رہتا ہے کہ کچھ ہو نہ ہو کم از کم سر چھپانے کے لیے حویلی تو ہے۔مگر کہاں؟ اُسے بھی قدیر خفیہ طور پر اپنے والد قادر کے ایک دشمن کے ہاتھوں فروخت کر چکا ہوتا ہے۔اور عین ایسے موقع پر جب انتہائی بے سروسامانی کے باوجود قدیر کی بیوی ذکیہ اپنی کم عمر بیٹی صفیہ کی بارات کا انتظام کر رہی ہوتی ہے حویلی کا نیا مالک حویلی خالی کرانے کے لیے پہنچتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

"دلہن پاشا! حویلی خالی کروانے کو جھٹتن خاں آیا ہے۔عنا۔"

دلہن پاشا کے پیر کانپ گئے اور وہ دھم سے زمین پر بیٹھ گئیں۔۔۔"حویلی خالی کروانے کو ، مگر کیوں ؟"۔۔۔۔بڑے ماموں جلدی جلدی ہاتھ ملتے ہوئے بولے۔

"اری بیٹی نہ تجھے معلوم تھا نہ مجھے۔ پچھلے دنوں قدیر میاں آئے۔تو زیور تولے ہی گئے۔حویلی بھی پندرہ ہزار کو بیچ دی۔مگر چھ مہینے کا کرایہ بھر کر چلے گئے اور وہ کرایہ آج ہی ختم ہو تا تھا۔جھٹمن خاں باہر کھڑا ہے۔اب کیا ہو گا بیٹی۔اب کیا ہو گا؟۔۔۔ دلہن پاشا پتھر کی طرح خاموش تھیں۔بڑے ماموں میاں یکساں ہاتھ ملتے جاتے اور بولتے جاتے۔" اب کیا ہو گا۔اب کیا کروں ؟" (۲)

اور یوں ایک حیدرآباددکن کے زوال پذیر معاشرے کے ایک شاندار حویلی کے عروج و زوال کی یہ المناک داستان اختتام پذیر ہو جاتی ہے۔

.3نتھ کا زخم:

ناول ؛ نتھ کا زخم ، کے بارے میں مصنفہ کا کہنا ہے:

"زیر نظر ناول جو آپ پڑھ رہے ہیں، سب سے پہلے کہانی کی شکل میں موقر ماہنامہ شمع(نئی دہلی) میں کئی برس پہلے " اوہ امریکہ " کے نام سے چھپا تھا۔ میں ۱۹۷۲ء میں امریکہ اور کنیڈا گئی تھی۔۱۹۸۰ء میں دوبارہ پھر گئی، لیکن اب تک وہاں کے حالات لکھ نہیں پائی۔۱۹۷۲ء میں جب میں گئی تھی تو امریکی سماج پر مبنی چند کہانیاں سلسلہ وار " اوہ امریکہ " کے نام سے لکھی تھیں، حالانکہ ان کہانیوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں تھا، لیکن اس سب میں میں نے امریکی معاشرے کی خرابیاں بیان کی تھیں۔اس کا یہ مطلب نہیں نکلتا کہ امریکہ کے معاشرے میں اچھائیاں نہیں ہو گی)۔"(۳)

واجدہ تبسم جب امریکہ گئی تو وہاں اُن کی ملاقات اس ناول کے مرکزی کردار را فکا (رفیقہ) سے ہوئی۔بقول واجدہ تبسم میں چونکہ بچپن میں ان سے ملی تھی۔امریکہ جا کر وہاں اُن پر کیا بیتی وہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

سب احوال انھوں نے مجھے سنائے۔وہ سب میں نے " اوہ مریکہ " کے نام سے رفیقہ کی کہانی لکھی۔کہتی ہیں:

> " بعد میں کچھ واقعات ایسے ہوئے کہ خود " رافکا مجھ سے آکر ملیں اور بتایا کہ " میں رافکا نہیں، رفیقہ ہوں۔۔۔اُنھوں نے مجھے اپنی پوری داستان سنائی، انھیں ان حالوں تک پہنچانے والے اور کوئی نہیں ، خود اُن کے شوہر نامدار تھے۔بہر حال میں نے " اوہ امریکہ " کے نام سے رفیقہ باجی کی کہانی لکھی اور لوگوں کے دلِ غم اور غصہ سے بھر گئے۔۔۔غم رفیقہ بانو کے لیے، غصہ اُن کے شوہر کے لیے۔"(۴)

بعد میں اُسے فلم کی کہانی کے طور پر لکھا۔اور آخر میں فلمی سین ہٹا کر ناول ترتیب دے دیا۔اس ناول میں حیدر آباد دکن کے ایک زوال پذیر خاندان کی کہانی ہے۔نواب سکندر یار جنگ کا گھر سونے چاندی سے بھرا پڑا تھا۔نواب صاحب اپنی اکلوتی بیٹی رفیقہ کی پیدائش کے موقع پر دھوم دھام سے تقریبات کا انتظام کرتا تقریبات کا انتظام کرتا ہے اور بے دریغ پیسہ ہے اور بے دریغ پیسہ خرچ کرتا ہے۔حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ سب کچھ بکھر گیا۔نواب سکندر یار جنگ جن کی نظر میں دولت کی کوئی وقعت نہیں ہوتی ہے۔دولت کی ریل پیل اور سونے چاندی میں کھیلنے والے یہ لوگ قانون قدرت کے سامنے اُس وقت گھٹنے ٹیک دیتے ہیں جب نواب کی بیوی چلنے پھرنے سے معذور ہو جاتی ہے۔ماں کی خواہش ہوتی ہے کہ مرنے سے پہلے رفیقہ بانو کو دلہن کے روپ میں دیکھ لے۔وہ اپنی خواہش کا اظہار اپنے شوہر نواب سکندر یار جنگ سے کرتی ہیں۔نواب بیوی کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے اپنی چھ سال کی بچی کا نکاح کر دیتا ہے۔واجدہ تبسم چھ سال کی بچی کی شادی کا احوال یوں بیان کرتی ہیں۔

> ''چھ سال کی ایک گڑیا جیسی بچی۔زیوروں اور بھاری بھاری کپڑوں میں لدی ہوئی۔ جیسا شور ، ہنگامے اور شان و شوکت لڑکی پیدا ہونے کے منظر میں دکھائی گئی تھی، اس سے کہیں زیادہ پر اثر یہ شادی والا منظر ہے۔فرق یہ ہے کہ اس بار ہنگامہ زور دار ہے۔مہمان بہت زیادہ ہیں۔دھوم دھڑ کا بے حساب ہے۔آنگن سے دالان تک کئی منظر نظر کے سامنے آتے ہیں، جن میں مہمان بیبیاں، لڑکیاں، نوکرانیاں زرق برق کپڑوں میں اٹھلا رہی ہیں۔''(۵)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

کم عمری میں تو دونوں بچوں کا نکاح کر دیا جاتا ہے مگر بڑے ہو کر اس کے خطرناک نتائج سامنے آتے ہیں۔یہ لوگ بیٹی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت تو سمجھتے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

ملک کے حالات خراب ہونے کی بنا پر ان کی جاگیر دار ی چلی جاتی ہے۔رشتہ دار اور داری دوست احباب آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔نواب کے مرنے کے بعد زبردستی سے اُن کے گھر پر قبضہ کیا جاتا ہے۔سب قیمتی سامان لے جاتے ہیں۔رفیقہ کو اُس کے شوہر احسان کے پاس امریکا بھیج دیا جاتا ہے۔ رفیقہ بانو، ناز و نعم میں پلی ، اور سونے چاندی کے گلاسوں میں پانی پینے والی پردیس میں جاکر قدم قدم پر مصیبتوں کا سامنا کرتی ہے۔سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہونی والی رفیقہ بانو امریکا پہنچ کر رفیقہ سے رافکا کیسے بنی۔حالات نے اُنھیں اپنی تہذیب و تمدن اور اپنوں سے جد ا کیسے کیا۔یہ سب واجدہ تبسم نے بڑے خوب صورت انداز سے پیش کیا ہے کہ انسان پردیس میں جا کر اپنے رشتوں کا تقدس بھول جاتا ہے۔جیسا کہ احسان مغربی تہذیب میں رنگا ہوتا ہے اور اپنی بیوی رفیقہ کو رافکا بنا کر نہ صرف اپنے کاروبار (سمگلنگ) میں شامل کر دیتا ہے بلکہ اُس سے جسم کا دھندا بھی کرواتا ہے اور غیر مردوں کے پاس بھی بھیجتا ہے کہ ڈالر کما کر لائے۔آخر میں رفیقہ احسان کو قتل کر دیتی ہے کیونکہ وہ اس کے بیٹے کو قتل کرنا چاہتا ہے۔قتل کے کیس میں رفیقہ جیل چلی جاتی ہے۔ہمیں سال بعد رہا ہو کر اپنے ملک ہندوستان آجاتی ہے۔اب اُس کا بیٹا جوان ہوا ہوتا ہے۔دادی اتاں بھی ابھی تک زندہ ہوتی اور رفیقہ آخری سانس اپنی ہی دیس میں لے کر مر جاتی ہے۔اس ناول میں حیدرآباد کے زوال پذیر معاشرے کو موضوع بنا کر پیش کیا گیا ہے۔نوابوں کی حویلیاں کس قسم کی ہوا کرتی تھی۔جب رفیقہ امریکا سے واپس آجاتی ہے تو دادی اماں کہتی ہے۔

> ”یہ تو ہے میری بی بی ماں۔میری چاند ؟ میری ماں۔میری چاندنی۔تیرے تلوؤں میں ہاتھاں دینے والے ہجوم کدھر کھوگئے ؟ تو یہاں رکشا میں بیٹھ کو آئی ماں۔ تیرے چار گھوڑوں والے بگھیاں کاں چلے گئے ؟ تیرے قدموں تلے کا مخمل کاں رہ گیا ؟ میری بچی ترے سر پر سفید چدرکاں سے آگئی اُجاڑ۔تیرے جھم جھم

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

کرتے جامے دار کے مہزاراں، تیرے سونے چاندنی کے تاروں سے ٹنگے کھڑے دوپٹے، تیرے رنگین مہتابے کاں چلے گئے ؟ "(۶)

مختصر یہ کہ واجدہ تبسم نے اس ناول میں حیدر آباد دکن کے زوال پذیر معاشرے کی خوب صورت عکاسی اس ناول میں کی ہے۔

"نتھ کی عزت":

ناول " نتھ کی عزت" میں واجدہ تبسم نے طوائف کی کہانی بیان کی ہے۔نوابوں کی حویلیوں میں ناچ گانے والیوں کا آنا کوئی نئی بات نہیں۔شوکت محل میں جب طوائفیں آتی تھیں تو ان کے گھر کے برتنوں میں اُن کو کھانا نہیں دیا جاتا تھا بلکہ کھانے پینے کا مردانے میں بندوبست کیا جاتا تھا۔نواب شوکت نے اپنی شادی میں ناچ گانے والوں کا انتظام کرنا تھا کیونکہ شادی میں آنے والے نواب ناچ گانے کے رسیا ہوتے تھے۔اس لیے ایک سے بڑھ کر ایک خوب صورت ناچ گانے والی کا انتخاب کرنا تھا۔اور خوب سے خوب تر کی تلاش میں آئے دن محفلیں سجائی جاتی تھیں۔آخر میں زمانی بیگم اور اُس کی بیٹی کا انتخاب کر دیا جاتا ہے۔نواب شوکت، حیانامی طوائف کی ایک جھلک دیکھ کر اُس پر عاشق ہو جاتا ہے۔جب نواب شوکت کی شادی ہو جاتی ہے تو حیا کو بھول جاتا ہے۔نواب شوکت سے حیا کی ایک بیٹی پیدا ہو جاتی ہے بعد میں وہ بچی مر بھی جاتی ہے۔حیاماں کا گھر چھوڑ کر شوکت نواب سے انتقام لیتی ہے اور اُس کے اکلوتے بیٹے کو اپنے زلفوں کا اسیر بنا دیتی ہے۔حیا اور نواب شوکت کا بیٹا نکاح کر لیتے ہیں مگر عین شادی کے دن نواب شوکت کے سامنے دل میں خنجر مار کو مر جاتی ہے۔اس ناول کے بارے میں خود مصنفہ کہتی ہے:

" نواب شوکت نے ایک نوخیز طوائف سے اظہارِ محبت کیا۔طوائف نے اُن کی محبت کو حرز جاں بنالیا لیکن نواب شوکت بھنورا بن گئے۔مہکتے پھول پہ کچھ دیر منڈلاتے ، اُس کا رس چوسا اوردور نکل گئے۔طوائف محض بازاری جنس نہیں ہوتی۔تفریح کا ذریعہ نہیں ہوتی ایک انسان ہوتی ہے۔ایک عورت ہوتی ہے۔جس کے جذبات ہوتے ہیں۔وہ نفرت بھی کر سکتی ہے۔انتقام بھی لینا چاہتی ہے۔محبت کی توہین پر اُس نے نواب شوکت سے لرزہ خیز انتقام لیا۔"(۷)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

بہر حال واجدہ تبسم کا یہ ناول بھی اُن کے افسانوں اور دیگر ناولوں کا موضوع لیا ہوا ہے۔ جس میں ایک طوائف کی زندگی کی عکاسی کی گئی ہے۔طوائف سے تو نواب لوگ اپنی جنسی ہوس پوری کرتے ہیں لیکن اُن کی کم تر درجہ دیا جاتا ہے۔اُن کے کھانے پینے کے برتن بھی الگ ہوتے ہیں۔ عورت کو ایک انسان کی حیثیت سے نہیں دکھا جاتا بلکہ صرف لُطف کا ایک ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

واجدہ تبسم کے ناول اگر فنی نقطہ نظر سے دیکھیں جائیں تو انھوں نے ناول کے جملہ فنی عناصر کا التزام برتا ہے۔اُن کے ہاں پلاٹ بھی ہے اور پلاٹ کے تین مراحل یعنی آغاز ، وسط اور اختتام بھی۔ اسی طرح کہانی پن کے عصر کا بھی اُنھوں نے خوب خیال رکھا ہے۔ساتھ ساتھ ، کرداروں کے سماجی حیثیت کے مطابق مکالمے بھی ہیں۔منظر نگاری اور فلسفہ حیات بھی۔لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ اُنھوں نے اچھے ناول تخلیق کیے ہیں۔

واجدہ تبسم کے ناولٹوں کا تنقیدی جائزہ

ناول اور مختصر افسانہ کے درمیان جو چیز ہے اُسے ہم ناولٹ کہہ سکتے ہیں۔ناقدین ابھی تک اس صنف کی تعریف واضح طور پر متعین نہیں کر سکے ہیں۔بعض ناقدین اسے طویل مختصر افسانہ بھی کہتے ہیں۔ان ناقدین میں سید وقار عظیم بھی شامل ہے جنھوں نے اپنی کتاب " فن افسانہ نگاری" میں اسے طویل مختصر افسانہ قرار دیا ہے۔ناول کی نظر زندگی کی وسعتوں، پھیلاؤ اور پیچیدگیوں پر ہوتی ہے جبکہ افسانہ میں ، کسی ایک موقع و محل، لمحہ ، واقعہ ، کردار، یا ذہنی کیفیت پر ہوتی ہے۔ لیکن بعض اوقات ایک موقع و محل، واقعہ ، کردار یا ذہنی کیفیت میں بعض ایسی پیچیدگیاں ہوتی ہیں کہ مختصر افسانے کی حدوں میں نہیں- سکتیں اور وحدت تاثر کے مجروح ہونے کا احتمال بھی رہتا ہے اس لیے ان پیچیدگیوں اور کردار کی ذہنی کیفت پر صحیح طور پر روشنی ڈالنے کے لیے قدرے پھیلاؤ، گہرائی اور وسعت کی ضرورت ہوتی ہے۔اس پھیلاؤ اور وسعت کے نتیجے میں جو صنف ادب وجود میں آیا اُسے ناقدین نے " ناولٹ " اور بعض نے طویل مختصر افسانہ قرار دیا۔تاہم ناولٹ سے وحدت تاثر کا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔

واجدہ تبسم کے تین ناولٹ مذکورہ تعریف کی روشنی میں پورے اترتے ہیں اس لیے ہم انھیں ناولٹ کے زمرے میں شمار کرتے ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

"دیار حبیب"

یہ ناولٹ پہلی بار" نقوش "، شمارہ ۲۹ – ۷۰ ، اکتوبر ۱۹۵۸ء میں، صفحہ ۷۳ تا ۱۱۰ پر شائع ہوا، اس وقت میرے پیش نظر ہے۔ بعد میں یہی ناولٹ واجدہ تبسم کے مختلف مجموعوں میں افسانوں کے زمرے میں شائع ہوتا رہا۔

کرداروں کا تعارف:

۱۔ آصف الدولہ (دادا)

۲۔ پہلی بیوی سے اولاد (ظہیر یار جنگ شہابی کے والد ، جگنو کے ابا، دو بیٹیاں)

۳۔ دوسری بیوی سے اولاد) ایک بیٹا تاج، شاہجہان عرف شاجے کے والد)

واجدہ تبسم کا یہ ناولٹ ریاست حیدر آباد دکن کے ایک نواب خاندن کی کہانی ہے۔جو امیرانہ ٹھاٹ باٹ سے زندگی گزار رہا ہے۔بڑے نواب کے بیٹے آصف الدولہ کے واقعات سے ناولٹ کی کہانی شروع ہوتی ہے۔جس کی شادی خاندانی روایت کے مطابق دھوم دھام سے ہوتی ہے۔لیکن جلد ہی اُس کی توجہ دوسری عورتوں کی طرف ہو جاتی ہے اور کئی عورتوں سے اُس کا تعلق قائم ہو جاتا ہے۔یہ سلسلہ جاری رہتا ہے کہ آخر کار ایک نوجوان لڑکی سے باقاعدہ دوسری شادی رچا لیتا ہے۔

" قیصر دل پذیر " کے نام سے اُس کا شاندار محل ہر قسم کی جدید آرائش سے مزین ہوتا ہے۔اور پورا خاندان اسی محل میں رہائش پذیر ہوتا ہے۔آصف الدولہ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں بڑی بیگم سے اور ایک بیٹا چھوٹی بیگم سے پیداہوتی ہے۔آگے ایک بیٹے ظہیر یار جنگ سے ایک لڑکی شہابی پیدا ہوتی ہے جب کہ دوسرے بیٹے سے ایک لڑکا جگنو۔

واجدہ تبسم نے شہابی کو ناولٹ کی ہیروئن بنا کر اپنے چا زاد جگنو کے معاشقے کو کہانی کا مرکز بنا یا ہے۔شہابی سے جگنو کو منسوب کیا گیا ہوتا ہے اور آصف الدولہ خاندان کی روایت کے مطابق کسی بھی فیصلے کو ہر گز تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔

واقعات اس طرح پیش آتے ہیں کہ شہابی کا منگیتر جگنو کو بیرسٹری کی تعلیم کے لیے لندن بھیج دیا جاتا ہے۔جہاں اُسے بی اے اور ایم اے پاس کرنے کو کہا جاتا ہے تاکہ اس کے بعد اُسے بیرسٹری میں داخلہ مل سکے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

ادھر شہابی جگنو کو اپنی محبت کا مرکز بنا کر اُس کی یاد میں تڑپتی ہے۔جب کہ جگنو لندن کی رنگینیوں میں کھو کر اپنی تعلیم سے لا پرواہی برتتا ہے۔

شہابی کے اصرار پر وہ لندن سے واپس اُس سے ملنے کے لیے آبھی جاتا ہے لیکن دوبارہ لندن چلا جاتا ہے۔شہابی کے والد ظہیر یار جنگ اس انتظار میں ہوتا ہے کہ جگنو جلد ہی بیرسٹر بن کر لوٹے گا تو دونوں کی شادی ہو جائے گی۔اس درمیان شہابی کے لیے شہر کے ایک بڑے نواب کے بیٹے کا رشتہ آبھی جاتا ہے لیکن اسے جگنو کی خاطر ٹھکرا دیا جاتا ہے۔

ظہیر یار جنگ شوگر کے مریض تھے اور حالت دن بہ دن خراب ہوتے گئے لیکن جگنو نے نہ آنا تھا ، نہ آئے۔جگنو کا پول اُس وقت کھل جاتا ہے جب اُس کا کزن روشن لند ن سے صرف دو سال میں تعلیم مکمل کر کے واپس آجاتا ہے۔ظہیر یار جنگ کو پتہ چل جاتا ہے کہ جگنو ابھی تک بی اے بھی نہیں کر سکا ہے اور وہ تو لند ن کی رنگینیوں میں ڈوبا ہوا ہے۔وہ اس صدمے سے بے ہوش ہو جاتا ہے۔شہابی کا دوسرا چازاد شاہجہان اُس کو تسلی دیتا ہے۔واجدہ تبسم اس مقام پر ناولٹ ختم کر کے اس کا انجام قاری پر چھوڑ دیتی ہے۔

"درد کا چاند"

واجدہ تبسم کا یہ ناولٹ افسانوی مجموعہ : آیا بسنت سکھی، میں افسانہ " آیا بسنت سکھی" کے نام سے شائع ہوا ہے۔چونکہ یہ افسانوی مجموعہ میں شائع ہوا ہے اس لیے عام قاری اسے طویل افسانہ سمجھتا ہے۔لیکن تکنیک اور فن کے لحاظ سے یہ افسانہ نہیں ناولٹ ہے۔کیونکہ اس میں رجی (رضیہ کی زندگی میں مکمل عکاسی کی گئی ہے۔اس کی زندگی کے سب نشیب و فراز پر مصنفہ نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔علاوہ ازیں ہر کردار اپنے انجام تک پہنچ جاتا ہے۔واقعات جو کسی انسان کی زندگی میں رونما ہو سکتے ہیں وہ بیان کیے گئے ہیں۔

کرداروں کا تعارف:

۱۔ ابو (محکمہ تعلیم سے سبکدوش، جز وقتی طور پر کالج میں پڑھاتے ہیں)

۲۔ امی (ٹی بی کی مریض اور ہسپتال میں داخل)

۳۔ رجی (اصل نام رضیہ۔عمر ۲۲ سال، بہن بھائیوں میں سب سے بڑی)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

۴۔ جاوید (رجی کا چھوٹا بھائی، میڈیکل کا طالب علم)
۵۔ شمو (رجی کی چھوٹی بہن۔انٹر کی طالبہ)
۶۔ گولو (رجی کا سب سے چھوٹا بھائی ، میٹرک کا طالب علم)
۷۔ اظہر (جاوید کے ابو کے دوست کا بیٹا اور جاوید کا دوست)
۸۔ ستارہ (جاوید کی بیوی)
۹۔ ننھا آشو (جاوید کا بیٹا، عمر تین سال)
۱۰۔ مسز معین (ستارہ کی والدہ)

یہ ایک ایسی لڑکی کی کہانی ہے جو اپنے بہن بھائی کی دیکھ بھال اور گھر کی ذمہ داریوں کی خاطر اپنی محبت قربان کر دیتی ہے۔اپنی ہر خواہش کو دبا کے رکھتی ہے۔اور آخر میں یہی دبی ہوئی خواہشیں لاوے کی طرح ابل کر اُسے پاگل کر دیتی ہیں۔

رجی جس کا اصل نام رضیہ ہوتا ہے۔اپنے بہن بھائیوں میں سب سے بڑی ہوتی ہے۔ابو کی ساری عمر محکمہ تعلیم میں گزر جاتی ہے۔اب وہ خالی وقت میں مطالعے میں مشغول رہتے تھے۔ایک کالج میں تھوڑی دیر پڑھانے بھی جاتے تھے مگر لوٹ کر آتے تو پھر کتابوں کی دنیا میں لگ جاتے۔وہ شروع ہی سے کچھ بیمار اور خاموش طبع سے آدمی تھے۔گھر کے بُرے بھلے میں کبھی دخل نہ دیتے جو کر تیں بیگم ہی کرتیں۔ہاں کبھی کبھار بال بچوں کو سیر و تفریح کے لیے لے جاتے تھے۔امی گھر کے سارے انتظامات سنبھالتی تھی کہ ان پر اچانک برانکائٹس کا شدید حملہ ہوا۔بیماریوں میں بیماریاں نکلتی گئیں اور جب تفصیلی معائنہ ہوا تو ٹی بی کا خدشہ نکلا اور ہسپتال میں داخل کر دی گئی۔یوں گھر کی ساری ذمہ داری رجی پر آپڑی۔رجی بھی ایک سعادت مند بیٹی کی طرح نہ صرف گھر کے سارے کاموں کو سنبھالتی ہیں بلکہ اپنے بہن بھائیوں کی دیکھ بھال بھی کرتی ہے۔گھر کے اخراجات اور بہن بھائیوں کی خاطر اپنی تعلیم بی اے میں ادھوری چھوڑ دیتی ہے۔

اظہر جو رضیہ کے ابو کے دوست کے بیٹے ہوتے ہیں کسی ٹریننگ کے سلسلے میں دہلی سے ان کے ہاں حیدرآباد آجاتے ہیں۔یہاں ان کی خوب خاطر مدارت ہوتی ہے اور ہر طرح سے خیال رکھا جاتا ہے۔رجی بھی ان کا خوب خیال رکھتی ہے۔جاوید اور اظہر آپس میں گہرے دوست ہوتے ہیں۔اظہر

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

آتے ہی سب گھروں والوں سے بڑی بے تکلفی سے ملتا ہے کیونکہ رجی کے ابو جب ان کے ہاں دہلی میں ٹھہرے تھے تو اپنے بچوں کی تصویر میں اپنے ساتھ لے گئے تھے اور ان کے متعلق سب کچھ بتا دیا تھا۔

چند ہی دنوں میں اظہر اور رجی ایک دوسرے کے دلوں میں جگہ بنا لیتے ہیں۔لیکن کی ذمہ داریاں رجی کو آگے قدم اُٹھانے سے روکتی ہے۔

> ”رجی بائیس سال کی تھی۔۔۔اور زندگی کی اس منزل پر تھی جہاں پہنچ کر ہر عورت کی ایک ہی تمنا باقی رہ جاتی ہے ، زبان کہے نہ کہے، آنکھ کہہ دیتی ہے کہ وہ کون سی تمنا ہوتی ہے۔آنکھ جھک جائے تو انگ انگ بولنے لگتا ہے، مگر رجی خود کو یوں سنبھالے سنبھالے چل رہی تھی۔اور اپنی اس چال پر مطمئن بھی تھی۔کہ جیسے اس کی سوئی سوئی زندگی میں جا گل سی پڑ گئی۔پانی سامنے ہو تو پیاسا بہت دنوں دل پر جبر نہیں کر سکتا۔صبر نہیں کر سکتا۔مگر شاید وہ ابھی خود کو آزما رہی تھی“(۸)

تاہم رجی اظہر کو دل و جان سے چاہتی ہے لیکن امی کی وفات کے بعد اُس کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہے۔وہ دیکھتی ہے کہ اگر اُس کی شادی اظہر سے ہو جائے تو بوڑھے ابو اور بہن بھائیوں کا خیال کون رکھے گا۔لہذا وہ چاہتی ہے کہ پہلے جاوید ڈاکٹر بن جائے شمو بی اے کر لے تو پھر شادی کرے گی۔

اظہر جب واپس دلی چلا جاتا ہے تو اپنے والدین سے رجی کے ہاتھ مانگنے کا کہتا ہے۔اظہر کے ابا رجی کے ابو کو رشتے کے لیے خط لکھ دیتے ہیں۔جاوید تو چاہتا تھا کہ آپا کی شادی جلد از جلد اظہر سے ہو جائے لیکن:

> ”مگر خو د آپا نے ضد کر کے جیدی کی زبانی ابو کو کہلوادیا۔۔۔ان لوگوں کو کہہ دیجیے ہمیں شادی کی اتنی جلدی نہیں اب تھوڑے دنوں کی بات ہے جیدی ڈاکٹر ہو جائے گا۔شمو بی اے ہو جائے گی۔زندگی کسی ایک راستے ہولے تو پھر آگے کی سوچی جائے گی۔“(۹)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

ابو اپنی صحت کی وجہ سے جلد از جلد یہ کام کروا دینا چاہتے تھے ، مگر رقی کے آگے ان کی ایک نہ چلی۔رجی کی بات ٹالنا ان کے بس کی بات تھی بھی نہیں۔وہ اس گھر کا چراغ تھی۔جس کی روشنی میں سب راہ پاتے تھے۔رقی کی اس حرکت پر اس کا بھائی جاوید ناراض بھی ہو جاتا ہے لیکن بے سود۔پھر جاوید ڈاکٹر بن جاتا ہے اور اُس کی پوسٹنگ کسی دیہات میں ہو جاتی ہے۔رجی کا دل نہیں چاہتا کہ وہ مسافروں کی جیسی زندگی گزارے۔لہذا رتبی بھائی کی شادی کی فکر کرتی ہے۔اور مسٹر معین کی بیٹی ستارہ کا رشتہ مانگ لیتی ہے۔مسز معین بھی دیکھتی ہے کہ لڑکا ڈاکٹر ہے اس لیے انکار کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔جاوید اور ستارہ کی شادی دھوم دھام سے ہو جاتی ہے۔ایسا کوئی مہمان نہ تھا جس نے رقی کی تعریف نہ کی ہو۔بہن ہو تو ایسی ماں کا سا سلوک کیا۔شادی میں دلی والے چچا اور اظہر کے اتا بھی آئے تھے۔شادی کے سارے مہمان جا چکے تو اظہر کے اتبا نے پھر سے بات چھیڑ دی کہ اب تو ماشاء اللہ سے جاوید میاں بھی کام پر لگ گئے ہیں اور دوسرے بچے بھی بڑے ہو گئے ہیں، پھر خیر سے گھر میں بہو آگئی ہے اب کیا رکاوٹ ہے۔

ابھی بات رتبی کے کانوں تک نہ آئی تھی کہ اچانک رات کو ابو کا انتقال ہو گیا۔اور کئی دن یو نہی روتے گزر گئے۔دوسری طرف اظہر محبت کی آگ میں جل رہے تھے۔اس بار جب وہ حیدر آباد آئے تو وہ پہلے والے اظہر نہیں رہے تھے۔خاموش خاموش سے رہتے تھے۔اور اس موقع کی تلاش میں تھے کہ ربی کو اپنے کیے ہوئے وعدے یاد دلائے لیکن رقی کسی نہ کسی کام کا بہانہ بنا کر چلی جاتی تھی۔وہ اشاروں اشاروں میں اظہر کو بتا دیتی ہے کہ جاوید کی چونکہ دیہات میں پوسٹنگ ہے وہ دیہات جائے گا۔گھر میں اب ابو نہیں رہے اور شمو اور گولو اکیلے ہوں گے اس لیے اُن کی دیکھ بھال کے لیے اس کی ضرورت ہے۔لہذا اس لیے اس گھر کو چھوڑنا اب مشکل ہے۔حالانکہ وہ اب بھی اظہر کو برابر اُسی طرح دل و جان سے چاہ رہی ہوتی ہے۔

> ”جاوید نے اپنے محکمہ کو درخواست دے رکھی تھی کہ اس کی پوسٹنگ حیدر آباد ہی میں ہو تو بہتر ہے۔درخواست منظور ہو جاتی ہے اور جاوید پھر سے حیدر آباد آجاتا ہے۔اب راستہ صاف ہوتا ہے کہ رقی شادی کی حامی بھر لے کیونکہ ستارہ گھر میں آجاتی ہے لیکن ایک بار پھر ہ اپنی محبت کو قربان کر کے اپنی خواہش کو

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

دبا دیتی ہے۔کیونکہ ستارہ اُمید سے تھی اور وہ ستارہ کو اس حالت میں اکیلی نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ ننھا آشو گھر بھر کی مسرت کا سامان بن کر آجاتا ہے۔بہت دنوں بعد اس گھر میں بچے کی کلکاریاں گونجی تھیں۔اب ربّی کو لمحہ بھر کی فرصت بھی نہ ملتی۔وہ ساری زندگی کا بار اپنے کاندھوں پر اُٹھائے چل رہی تھی۔مگر رات اب بھی اس کے لیے قہر بن کر آتی تھی۔۔۔رہ رہ کے اس کے تصور میں ایک داغ محبت اُبھرتا، اور اس کے انمٹ پیار کی مہر بھی۔"(۱۰)

اظہر نہایت بد دل ہو کر اپنے دوست کے ساتھ لندن چلا جاتا ہے۔وہاں وہ بڑی پریشان اور تنہائی کی زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔وہاں اُس نے یہ بھی سنا کہ رتی نے شمو کی شادیکر دی ہے۔جاوید تین بچوں کا باپ بن چکا ہے۔بہت دنوں بعد اُسے رتی کا خط مل جاتا ہے۔رتی اظہر کو خط میں لکھتی ہے۔

"اظہر!

یہ دُکھ کبھی میرے جی سے نہیں بتا کہ میں نے ایک دل دکھا یا ہے۔۔۔ایک کعبہ ڈھایا ہے۔تمہیں کیا بتاؤں اظہر رات میرے لیے قہر بن کر آتی ہے میرے دیکھتے ہی دیکھتے جھل مل کرتا چاند ادھر سے اُدھر ڈھل جاتا ہے۔تارے ایک ایک کر کے دم توڑ دیتے ہیں، مگر میری بے قرار آنکھیں نیند کے لیے یوں ہی ترستی رہ جاتی ہیں۔مجھے بڑا دکھ اس لمحے ہوتا ہے اظہر۔جب یہ سوچتی ہوں کہ میں نے تمھاری بھی زندگی تباہ کی ہے۔کتنے دکھ اس دل نے پال رکھے ہیں۔۔۔ کیا مجھے معاف نہ کر دو گے۔گولو اس سال میٹرک میں ہے۔پھر میرے سارے سکھ پورے ہو جائیں گے، پر مجھے یہ خوشی رہے گی کہ میں نے امی کی روح کو کبھی دکھ نہیں دیا۔مگر کبھی کبھی مجھے یہ دیکھ کر بڑی ہنسی آتی ہے اظہر کہ میں ابھی تیں کی بھی نہیں ہوں اور میرے بال سفید ہو چکے ہیں۔میں تمھیں کیا بھیجوں۔۔۔میری زندگی اور زندگی کا سارا پیار تمھارے ہی لیے تو ہے۔"(۱۱)

بقول رجی کہ گولو اب میٹرک میں ہے۔یہ وہ عمر ہے کہ لڑکا سمجھ دار ہو جاتا ہے۔اچھے بُرے کی تمیز کر سکتا ہے۔اب قدم قدم پر اس کی راہنمائی کی ضرورت نہیں رہتی۔علاوہ ازیں اب جاوید

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

اور اس کی بیوی ستارہ اس کا خیال رکھ سکتے ہیں۔ جاوید نے گورنمنٹ ملازمت چھوڑ کر اپنی پرائیوٹ ڈسپنسری کھول لی تھی اور اس کی پریکٹس خوب چل نکلی تھی۔ تنگی کا زمانہ بھی گزر گیا تھا۔ رجی کے لیے اب وقت تھا کہ وہ اظہر سے شادی کر لے اور مزید اپنے ارمانوں کا خون نہ کرے۔ اپنی آرزوؤں کو دبا کے نہ رکھے۔ لیکن جاوید کے بڑے بیٹے کی تیسری سالگرہ کے موقع پر کسی کام سے پرانے سامان والے کمرے میں گئی اور وہاں سے گراموفون ریکارڈ اُٹھا کر لاتی ہے۔ اس سے گرد وغبار صاف کر کے لگا دیتی ہے اور جیسے غم بھری آواز میں اُسے کسی نے پکارا:

زندگی کا ساز بھی کیا ساز ہے
بج رہا ہے اور بے آواز ہے

"رجی اپنی پرانی زندگی میں کھو جاتی ہے۔ شمو اور ستارہ کہتی ہے کہ یہ کیا پرانا دھرانا ریکارڈ لگا رکھا ہے۔ رجی مسکرا کر کہتی ہے۔ نہ ستارہ یہ تو بڑا اچھا گانا ہے۔ شمو کہتی ہے۔ مگر ایسا سٹیل گانا ا اور ایسے خوشی کے موقع پر۔ اتنے میں جاوید آجاتا ہے تو شمو ہنسی سے بھری آواز میں رجی کی طرف اشارہ کر کے کہتی ہے۔" جیدی بھیا۔۔۔ دیکھیے نا ذرا۔"(۱۲)

"رجی شمو کی بات سُن لیتی ہے اپنی بے عزتی محسوس کرتی ہے کہ گویا اُس کا مذاق اُڑایا گیا۔ وہ جاوید کو دیکھ کر اپنے اندر کا غبار گراموفون پر نکال کر گراموفون زمین پر دے مار کر کہتی ہے۔

"بیٹے کی سالگرہ کا ہنگامہ دیکھو اور باپ اب چلے آرہے ہیں۔"(۱۳)

۔۔۔اور دھیرے سے برآمدوں میں ہوتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی جاتی ہے۔ مہمان آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ گھر مہمانوں سے بھر جاتا ہے۔ اتنے میں آشو تیزی سے دوڑتا ہوا آجاتا ہے اور اپنی ممی کے گھٹنوں سے لگ کر سکنے لگا۔ کہنے لگا کہ وہ نرگس کی بچی بولتی ہے کہ تمہاری گرینی نہیں ہے۔ آشو رورو کر پھر وہی بات دھراتا ہے کہ تھی ہماری گرینی نہیں رجی سفید سلک کی ساڑھی اور بلاؤز پہنے، ڈھیلا سا جوڑا باندھے، سامنے کرسی پر بیٹھی تھی۔ ستارہ نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

"کون کہتا ہے میرے منے کی گرینی نہیں ہے۔وہ دیکھ تیری گرینی بیٹھی ہیں۔کتنی پیاری ہیں نا۔"(۱۴)

وہ مامتا بھرے انداز سے آشو کی خوشی دیکھ ، رجی کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

ایک بار پھر رجبی کی زندگی میں آگ لگ جاتی ہے اور یہ ایسی آگ تھی جس کا کوئی بچاؤ نہ تھا۔وہ بھی بچے کا خیال رکھنے کے لیے بولی :

"ہاں ہاں بیٹے آؤ۔۔۔میں تمھاری دادی ہوں نا۔تمھاری دادی۔اور دیوانہ وار قہقہہ لگا کر ہنسی اور ایسی ہنسی جو ہنسی نہیں کچھ اور ہی تھی اور وہ آشو کو اٹھا کر کمرے میں چلی جاتی ہے ۔"(۱۵)

رجی ایک بار پھر اپنے خواہشات کو آشو کی دادی بن کر دبا دیتی ہے۔لیکن اس بار یہ خواہشات لاوے کی صورت میں اُبل جاتے ہیں اور رجبی پاگل ہو جاتی ہے۔

جاوید اُس کا علاج کرتا ہے۔لیڈی ڈاکٹر اس کا معائنہ کر کے اسے منٹل ہسپتال میں داخل کر دیتی ہے۔وہ ہسپتال میں بھی عجیب عجیب حرکتیں کرتی ہیں اور زور زور سے سے ہنستی ہے۔لیڈی ڈاکٹر جاوید سے کہتی ہے:

"جہاں تک میں اس کیس کی ریڈنگ کر سکی ہوں، ان کی ہنسی کا صرف ایک واضح سبب ہے۔وہ زندگی بھر ہنسی کے لیے ترستی اور گھٹتی رہی ہیں۔اب وہ اپنے پرانے دنوں کا بدلہ لے رہی ہیں۔"(۱۶)

اظہر لندن سے واپسی پر اپنے والد کا روبار سنبھالتا ہے۔اُسے ستارہ یا شمو رتی کی بیماری کی اطلاع دیتے ہیں۔اطلاع ملتے ہی اظہر حیدر آباد چلا آتا ہے۔وہ جاوید کے ساتھ رجی سے ملنے ہسپتال آجاتا ہے۔رجی اظہر کو دیکھ کر عجیب و غریب حرکتیں کرتی ہے۔وہ اظہر کی قمیض میں اپنا منہ چھپا کر سکتی ہے۔

جاوید اظہر کو سمجھاتا ہے کہ وہ رجی کا انتظار نہ کرے کیونکہ آپا اب بھی نہ اچھی ہو سکیں گی۔دوسری طرف اظہر کے بوڑھے باپ کا اصرار ہوتا ہے کہ وہ گھر بسا لے کیونکہ اسے اب اپنی زندگی کا بھروسا نہیں رہا۔لہذا اظہر مجبوراً شادی کر لیتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

رجی کا علاج برابر ہسپتال میں جاری رہتا ہے۔اور بہتری کے آثار دکھائی دینے لگتے ہیں۔ آخر وہ گھر جانے کے قابل ہو جاتی ہے اور اسے گھر رخصت کر دیا جاتا ہے۔گھر میں آہستہ آہستہ معمول پر آجاتی ہے۔یہاں تک کہ رجی صحت یاب ہو جاتی ہے۔

رجی پھر سے اظہر کی یادوں میں کھوئی رہتی ہے۔اس کا ماضی کا دریچہ اب بھی کھلا ہوا رہتا ہے۔وہ اس دریچے میں جھانک کر دیکھتی ہے تو بیتی باتیں ایک ایک کر کے یاد آنے لگتیں ہیں۔وہ کسی سے مارے شرم کے پوچھ بھی نہیں سکتی ہے کہ اظہر کہاں ہے؟ لند ن سے آیا بھی ہے کہ نہیں۔کئی بار اس نے خط لکھنے کے بارے میں سوچا۔مگر ایک انجانی سی شرم اس کے ہاتھ روک دیتی تھی۔

رجی اسی طرح اظہر کی یادوں سے وابستہ زندگی کے شب و روز گزار رہی ہوتی ہے کہ ایک دن اطلاع دیئے بغیر اظہر اپنی بیوی کے ساتھ ان سے ملنے آجاتا ہے۔جب رجی اظہر کے ساتھ بیوی کو دیکھ لیتی ہے تو اس کی خوابوں کی دنیا برباد ہو جاتی ہے۔اس کا جسم کہیں تحلیل ہو کر صرف روح باقی رہ جاتی ہے۔وہ دھیرے دھیرے چلتی در بچے کے پاس جا پہنچتی ہے۔اس کے ہونٹ کانپنے لگتے ہیں اور کھوئے کھوئے سے لہجے میں بولنے لگتی ہے:

> ”تم کو یاد ہے نا اظہر۔آج سے برسوں پہلے تم آئے تھے تو مجھ کھلوایا تھا۔آپ کی اجل آئی ہے۔" وہ جیسے قبر کی گہرائیوں سے بول رہی تھی۔اس نے ایک گہرا سانس لیا۔اور اپنے نحیف ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا کر سسکنے لگی۔(۱۷)

ہر کام کا اپنا ایک وقت ہوتا ہے۔اپنے وقت پہ کام نہ کرنے سے انسان نقصان اُٹھاتا ہے جو رجی نے اُٹھایا۔لہذا انسان کو اتنا بوجھ اُٹھانا چاہیے جو اُس کے بس میں ہوں۔بحیثیت مجموعی کہا جاسکتا ہے کہ واجدہ تبسم نے ناولٹ کے فن کو بھی خوب برتا ہے۔اپنی کہانیوں میں ناولٹ کے فنی لوازمات کا پورا پورا خیال رکھا ہے۔واجدہ تبسم ، نے اپنے ناولٹوں میں اس بات کا خیال رکھا ہے کہ کسی کردار کے زندگی کے تمام پہلوؤں کو سامنے لایا جا سکے۔جس سے اس کردار کی زندگی مکمل ہو سکے۔علاوہ ازیں اُنھوں نے اپنے ناولٹوں میں اس کی ضخامت کو بھی پیش نظر رکھا ہے۔ان کے ناولٹ نہ تو اتنے مختصر ہے کہ ان پر افسانے کا گمان ہو سکے اور نہ اتنے طویل کو ناول کہا جاسکے۔لہذا کہا جاسکتا ہے کہ جدہ تبسم نے ناولٹ کے فن کے ارتقا اور فروغ میں اپنا بھر پور حصہ ڈالا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

حوالہ جات

۱۔ واجدہ تبسم، ” درد کا چاند “، مکتبہ کتاب نگر دی مال لاہور ، بارِ اوّل مئی ۱۹۶۹ء، ص۔۳۴

۲۔ ایضاً، ص ۷۰

۳۔ ایضاً ص ۸۶

۴۔ ایضاً، ص۸۸-۸۹

۵۔ ایضاً، ص ۹۲

۶۔ ایضاً، ص ۹۳

۷۔ ایضاً، ص ۹۴

۸۔ ایضاً، ص ۹۵

۹۔ ایضاً، ص۱۰۸

۱۰۔ ایضاً، ص۱۲۶

۱۱۔ واجدہ تبسم ، زن، زر، زمین“، (واجدہ تبسم کے چار ناول)، الحمد پبلی کیشنز لاہور ، ۲۰۱۷ء، ص ۱۱۷۔۲۱۷

۱۲۔ واجدہ تبسم ، ”کیسے کاٹوں رین اندھیری ، مکتبہ شعر وادب لاہور ، سن ، ص ۲۲۳، ۲۲۲

۱۳۔ واجدہ تبسم، نتھ کا زخم ، (واجدہ تبسم کے چار ناول)، الحمد پبلی کیشنز، لاہور ، ۲۰۱۷ء، ص ۱۲

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۳

۱۵۔ ایضاً، ص ۲۴

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۶۲

۱۷۔ واجدہ تبسم، "نتھ کی عزت"، (واجدہ تبسم کے چار ناول)، الحمد پبلی کیشن،لاہور ، ۲۰۱۷ء، پیش لفظ